جہادی تنظیموں کا ناقابل فہم رویہ

افسوس کی بات ہے کہ موجودہ بحران میں اول تو جہادی تنظیموں نے یا تو سرے سے کوئی کردار ادا ہی نہیں کیا یا چند ایک نے اگر کوئی کردار ادا بھی کیا تو اس کردار کی ان کے حجم، وسائل اور افرادی قوت سے کوئی نسبت نہیں۔ ماضی قریب میں جب کبھی ان جہادی تنظیموں نے اپنی لائن لکھیں۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنی حیثیت اور استطاعت سے بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو منوانے کی کوششیں کی جائیں، پمفلٹ، پوسٹر، ہولڈنگ، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے بھرپور پراپیگنڈہ کیا جاتا، ملک بھر میں اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا اور اپنے اجتماعات میں سامعین کی شرکت کے حوالے سے بلند وبانگ اور مبالغہ آمیز دعوے کئے جاتے۔ ہزاروں کے اجتماعات کو لاکھوں کے اجتماعات بنا کر پیش کیا جاتا اور کسی حد تک اس غیر منصفانہ پراپیگنڈے کو اسلام کی شوکت کا مسئلہ بنا کر ناقدین کو خاموش کرا دیا جاتا۔ جہادی ترانوں اور حربی نظموں کے ذریعے دنیا کو کفر کے ٹوٹنے، یہود و ہنود کے مغلوب ہونے اور صلیبیوں کے مفتوح ہونے کی نویدیں سنائی جاتیں۔ لال قلعے سے لے کر وائٹ ہاؤس تک کفر کی ہر علامت کو جہادی یلغاروں سے لرزاں اور ترساں دکھایا جاتا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ جب عمل کا وقت آیا تو جہادی تنظیموں نے اپنے دعوؤں کا عشر عشیر بھی کردار ادا نہیں کیا۔ امریکہ پہ حملوں کے دعویدار آج وطن کی حدود میں امریکہ کے ناپاک قدموں کو دیکھ کر لرزاں اور ترساں نظر آ رہے ہیں۔ برس ہا برس تک عوام کی اجتماعیت کو شرک قرار دینے والے آج معرکۂ حق و باطل کے بپا ہونے پر رائے عامہ ہموار کرنے کی باتیں کر کے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کل تلک مظاہروں، جلسوں اور ہڑتالوں کا ناکافی اور جدوجہد کو نامناسب اور بزدلانہ طریقے قرار دینے والے آج امریکہ بہادر کو دیکھ کر اپنی جدوجہد کو مظاہروں اور جلوسوں تک محدود کر چکے ہیں۔ جام شہادت نوش کرنے کا اعلان کرنے والے آج چھنگلی پر لہو لگا کر اپنا شمار صفِ اول کے شہیدوں میں کرنا چاہ رہے ہیں۔

اگر دورِ بحران میں جہادی تنظیموں نے اسی قسم کے کردار کا مظاہرہ کرنا تھا اور رحمان کا ایجنٹ بننے کی بجائے ایجنسیوں کا آلۂ کار بننا تھا تو اس سے بدرجہا بہتر تھا کہ وہ اپنی توانائیوں کو کسی نیک کام میں خرچ کرتیں کہ جس سے ان کے کارکن بھی نیکیاں سمیٹتے اور عام عوام بھی اس طرح مجروح اور مضطرب نہ ہوتی۔ جس طرح جہادی تنظیموں سے باندھی ہوئی توقعات کے پورا نہ ہونے پر مجروح اور مضطرب نظر آ رہی ہے۔ (مأخوذ)

(بشکریہ: ماہنامہ ''مجلہ الاخوۃ''۔ اکتوبر ۲۰۰۱)